خزینہ تصوّف

انسان کامل

حصّہ اوّل

یعنے

الانسان الکامل

مصنّفہ للعارف الربانی والمعدن الصمدانی سید عبدالکریم ابن ابراہیم الجیلانی کا ترجمہ مع مختصر تذکرہ معنف

جسمیں

اصول وفروع واحدیت واحدیت عما۔ قلب۔ روح۔ کرسی۔ کتب آسمانی۔ فرشتگان وغیرہ کے معانی واسرار کا نہایت شرح وبسط سے بیان کیا ہے

مترجمہ

حضرت مولوی ظہیر احمد صاحب ظہیری السہوانی

سنہ ۱۹۰۸ء

مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس فیروزپور شہر

اوّل ۔ ۔ ۔ تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت فی حصہ ہر دو حصہ یکجا بلا جلد ۔ مجلد

کے ساتھ اور جن الواح کے پہچاننے کا حضرت موسیٰؑ کو حکم کیا تھا۔ اُن میں اولین اور آخرین کے علوم سوائے علم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور علم ابراہیم علیہ السلام اور علم عیسیٰ علیہ السلام اور علم ورثہ محمد علیہ السلام کے سب علوم تھے۔ پس توریت میں بالخصوص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا علم نہیں تھا اور نہ اُن کے وارثوں کا تھا اور نہ ابراہیم اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام کا علم تھا۔ اور وہ سات لوحیں سنگ مرمر کی تھیں اور وہ دونوں لوحیں نور کی تھیں۔ اسی واسطے اُن کے قلوب سخت ہوگئے تھے۔ کیونکہ وہ لوحیں پتھر کی تھیں۔ اور اُن ساتوں لوحوں میں سات قسم کے مقتضیات آلٰہیہ تھے۔ پس پہلی لوح میں نور تھا۔ اور دوسری لوح میں ہدایت تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ ۔ اور تیسری لوح میں حکمت تھی۔ اور چوتھی لوح میں قوے اور پانچویں لوح میں حکم تھے۔ اور چھٹی لوح میں عبودیت اور ساتویں لوح میں سعادت کے راستہ کا اور شقاوت کے طریقہ کا بیان تھا۔ اور اس بات کا بیان تھا کہ ان دونوں میں کونسی چیز بہتر ہے۔ پس ان ساتوں لوحوں کی تبلیغ کا حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حکم کیا۔ اور وہ دو لوحیں جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص تھیں۔ اُن میں سے پہلی لوح لوح ربوبیت تھی اور دوسری لوح لوح قدرت تھی۔ پس اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے کوئی کامل نہیں ہوا۔ کیونکہ ان ساتوں لوحوں کے ظاہر کرنے کا کسی کو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کی قوم سے کوئی کامل نہیں ہوا۔ اور نہ اُن کا کوئی وارث ہوا۔ برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اُنہوں نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی۔ جس کی ہم کو تبلیغ نہ کی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطۡنَا فِى الۡـكِتٰبِ مِنۡ شَىۡءٍ اور دوسرا قول اللہ تعالےٰ کا ہے:- وَكُلَّ شَىۡءٍ فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِيۡلًا ؕ اور اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دین سب دینوں سے بہتر ہے۔ اور سب ادیان کو اپنے دین سے آپ نے منسوخ کر دیا ہے۔ کیونکہ اس دین میں وہ چیزیں سب موجود ہیں۔ جو اور انبیاء علیہم السلام فرداً فرداً لائے تھے۔ بلکہ اس میں اُن کے ادیان سے اور زیادہ ہیں۔ پس تمام دین بوجہ نقص کے اوروں کے منسوخ ہوگئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجہ کمال کے مشہور ہوگیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:- اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ ۔ اور یہ آیت سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی اور اگر نازل ہوتی تو وہی خاتم النبیین ہوتا۔ اور یہ بات سوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کے واسطے صحیح نہیں ہے۔ اور اُنہیں پر یہ آیت نازل ہوئی اور وہی خاتم النبیین ہیں کیونکہ کسی

حکمت اور کسی ہدایت اور کسی علم اور کسی بھید کو ایسا نہیں چھوڑا ہے کہ اُس کی تنبیہ نہ کر دی ہو اور اُس کی طرف اشارہ نہ کر دیا ہو۔ جہاں تک کہ وہ بیان کے لایق ہے خواہ تصریح کے طور پر یا تلویح کے طور پر یا اشارہ کے طور پر یا کنایہ کے طور پر یا استعارہ کے طور پر یا محکم ہونے کے طور پر یا مفسر ہونے کے طور پر یا ماؤل ہونے کے طور پر یا متشابہ ہونے کے طور پر یا کسی دوسرے طریقہ پر جو بیان کا طریقہ ہے۔ پس غیر کا اُس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ اور امر مستقل ہے۔ اور نبوت نہیں پر ختم ہے۔ کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی ہے جس کے وہ محتاج ہوں۔ پس کوئی ایسا شخص کامل نہیں ہے کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی چیز بیان کرے۔ جس کو آپ نے نہ بیان کیا ہوتا کہ اُس کامل کا اتباع کیا جائے۔ پس تشریع نبوت کا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ٹھیرے۔ چونکہ سب کمالات کے آپ ہی جامع تھے۔ پس اگر موسیٰ علیہ السلام کو اُن دونوں لوحوں کے پہنچانے کا حکم کیا جاتا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام اُن کے بعد نہ بھیجے جاتے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں لوحوں کے بھید کو اپنی قوم پر ظاہر کیا۔ اسی واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا قدم قدرت اور ربوبیت کے ساتھ ظاہر ہوا اور وہ یہ کہ گہوارہ میں اُنھوں نے باتیں کیں۔ اور مادر زاد اندھوں اور ابرص کو اچھا کیا۔ اور مُردوں کو زندہ کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو منسوخ کیا۔ اس لئے کہ جو عیسےٰ علیہ السلام لائے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں لائے تھے۔ لیکن اُنھوں نے جب اس کے احکام کو ظاہر کیا تو اُن کی قوم اُن کے بعد گمراہ ہو گئی۔ پس اُنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی اور کہا کہ وہ تین معبودوں میں کا ایک معبود ہے۔ اور وہ تین معبود یہ ہیں۔ باپ اور ماں اور بیٹا اور اُنھوں نے ان تینوں کا نام اقانیم ثلاثہ رکھا۔ اور اُن کی قوم متفرق ہو گئی۔ اور بعض نے کہا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور ملائکہ اُن کی قوم میں سے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ وہ خدا ہیں۔ مگر آدمی کی صورت میں اُتر آئے ہیں۔ اور پھر اپنے علو کی طرف رجوع ہو گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کا نام یعاقبہ حضرت عیسےٰ کی قوم میں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ ان تینوں کا نام ہے۔ ایک باپ جس کو روح القدس کہتے ہیں۔ دوسری ماں جس کو مریم کہتے ہیں۔ تیسری بیٹا۔ جس کو عیسےٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔ پس حضرت عیسےٰ کی قوم گمراہ ہو گئی۔ کیونکہ جن امور کا کہ اُنھوں نے اعتقاد کیا تھا۔ اُن کو عیسےٰ علیہ السلام نہیں لائے تھے اس واسطے کہ اُن کا مفہوم اُس کے ظاہر امر کے واسطے جس کی طرف کہ وہ رجوع تھے۔ ادا کرنا مقصود تھا۔ اور اسی واسطے جب اللہ نے عیسےٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تو نے آدمیوں سے یہ کہدیا ہے کہ

الإنسان الكامل
في معرفة الأواخر والأوائل

تأليف

الشيخ عبد الكريم بن ابراهيم الجيلي

المتوفى سنة ٨٠٥هـ

حقق نصوصه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الإنسان الكامل

في معرفة الأواخر والأوائل

تأليف

الشيخ عبد الكريم بن ابراهيم الجيلي

المتوفى سنة ٨٠٥ﻫ

حقق نصوصه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الطبعة الأولى
١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

العنوان : رمل الظريف، شارع البحتري، بناية ملكارت
تلفون وفاكس : ٣٦٤٣٩٨ - ٣٦٦١٣٥ - ٦٠٢١٣٣ (١ ٩٦١) ٠٠
صندوق بريد: ٩٤٢٤ - ١١ بيروت - لبنان

DAR al-KOTOB al-ILMIYAH
Beirut - Lebanon

Address : Ramel al-Zarif, Bohtory st., Melkart bldg., 1st Floore.
Tel. & Fax : 00 (961 1) 60.21.33 - 36.61.35 - 36.43.98
P.O.Box : 11 - 9424 Beirut - Lebanon

فباعتباراتها تتميز كل صفة واسم عن غيرها، فحصل الفرق في نفس الحق من حيث أسماؤه الحسنى وصفاته، فإن اسمه الرحيم غير اسمه الشديد، واسمه المنعم غير اسمه المنتقم، وصفة الرضا غير صفة الغضب، وقد أشار إليه في الحديث النبوي عن الله تعالى أنه يقول: ﴿سبقت رحمتي غضبي﴾[1] لأن السابق أفضل من المسبوق، وكذلك في الأسماء المرتبة، فالمرتبة الرحمانية أعلى من المرتبة الربية، ومرتبة الألوهية أعلى من الجميع، فتميزت الأسماء بعضها عن بعض فحصل الفرق فيها، فكان الأعلى أفضل ممن له الحكم عليه، فاسمه الله أفضل من اسمه الرحمٰن، واسمه الرحمٰن أفضل من اسمه الرب، واسمه الربّ أفضل من اسمه الملك، وكذلك بواقي الأسماء والصفات، فإن الأفضلية ثابتة في أعيانها، لا باعتبار أن في شيء منها نقصاً ولا مفضولية، بل لما اقتضته أعيان الأسماء والصفات في أفضليتها، ولهذا حكمت بعضها على بعض، فقيل أعوذ بمعافاتك من عقوبتك، وأعوذ برضاك من سخطك، وأعوذ بك منك لا أحصى ثناء عليك، فهذا فرقان في نفس الذات، فأعاذت المعافاة من العقوبة والمعافاة مفاعلة، وكان العفو أفضل من فعل العقوبة، ولهذا أعاذه منه وأعاذ الرضا من السخط؛ فقلنا: إن صفة الرضا أفضل من صفة الغضب، وأعاذه بذاته من ذاته، فكما أن الفرق حاصل في الأفعال فكذلك في الصفات، وكذلك في نفس واحدية الذات التي لا فرق فيها، لكن من غرائب شئون الذات جمع النقيضين من المحال والواجب، فكل ما يستحيل في العقل ويسوغ في العبارة والنقل فإنها تشهده من الأحكام الواجبة في الذات، وإلى ذلك أشار الإمام أبو سعيد الخراز بقوله: عرفت الله بجمعه بين الضدّين. ولا تظن بأنه مطلق جمعه للأول والآخر والظاهر والباطن، بل الحق والخلق وعدم التفاضل والمستحيل والواجب والمعدوم والموجود والمحدود وما لا يتناهى إلى غير ذلك من النقائض، بالضاد المعجمة، والأضداد، فإنه سبحانه وتعالى يجمعها بالشأن الذاتي، وهويته عبارة عن جميع ذلك، وهذا معنى قوله: فافهم. وإذا عرفت فالزم، والله يقول الحق وهو يهدي للصواب، وإليه المرجع والمآب.

الباب السادس والثلاثون: في التوراة

أنزل الله تعالى التوراة على موسى في تسعة ألواح وأمره أن يبلغ سبعة منها ويترك لوحين، لأن العقول لا تكاد تقبل ما في دينك اللوحين، فلو أبرزهما موسى

(١) سبق تخريجه.

لانتقض عليه ما يطلبه وكان لا يؤمن به رجل واحد، فهما مخصوصان بموسى عليه السلام دون غيره من أهل ذلك الزمان، وكانت الألواح التي أمر بتبليغها فيها علوم الأولين والآخرين، إلا علم محمد ﷺ، وعلم إبراهيم، وعلم عيسى، عليهما الصلاة والسلام، وعلم ورثة محمد ﷺ، فإنه لم تتضمنه التوراة خصوصية لمحمد ﷺ وورثته، وإكراماً لإبراهيم وعيسى عليهما السلام، وكانت الألواح من حجر المرمر، أعني الألواح السبعة التي أمر بتبليغها موسى، بخلاف اللوحين فإنهما كانا من نوره، ولهذا قست قلوبهم لأن الألواح من الحجارة وجميع ما تضمنته الألواح مشتمل على سبعة أنواع من المقتضيات الإلهية على عدد الألواح: فاللوح الأول: النور. واللوح الثاني: الهدي؛ قال الله تعالى: ﴿إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون﴾(١): واللوح الثالث: الحكمة. واللوح الرابع: القوى. واللوح الخامس: الحكم. واللوح السادس: العبودية. واللوح السابع: وضوح طريق السعادة من طريق الشقاوة، وتبيين ما هو الأولى فهذه سبعة ألواح أمر موسى عليه السلام بتبليغها.

وأما اللوحان المخصوصان بموسى: فاللوح الأول: لوح الربوبية. واللوح الثاني: لوح القدرة، ولهذا لم يكمل أحد من قوم موسى لأنه لم يؤمر بإبراز التسعة ألواح، فلم يكمل أحد من قومه بعده ولم يرثه أحد من قومه، بخلاف محمد ﷺ فإنه ما ترك شيئاً إلا وبلغه إلينا، قال الله تعالى: ﴿ما فرطنا في الكتاب من شيء﴾(٢) وقال تعالى: ﴿وكل شيء فصلناه تفصيلا﴾(٣) ولهذا كانت ملته خير الملل، ونسخ بدينه جميع الأديان، لأنه أتى بجميع ما أتوا به وزاد عليهم ما لم يأتوا به، فنسخت أديانهم لنقصها، وشهر دينه بكماله، قال الله تعالى: ﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي﴾(٤) ولم ينزل هذه الآية على نبي غير محمد ﷺ، ولو نزلت على أحد لكان هو خاتم النبيين، وما صحّ ذلك إلا لمحمد ﷺ فنزلت عليه فكان خاتم النبيين، لأنه لم يدع حكمة ولا هدى ولا علماً ولا سرّاً إلاّ وقد نبه عليه وأشار إليه على قدر ما يليق بالنبيين لذلك السرّ إما تصريحاً وإما تلويحاً وإما إشارة وإما كناية وإما استعارة، وإما محكماً وإما مفسراً وإما مؤولاً وإما متشابهاً، إلى غير ذلك من أنواع كمال البيان، فلم يبق لغيره مدخلاً فاستقلّ بالأمر وختم النبوّة، لأنه ما ترك شيئاً

(١) آية (٤٤) سورة المائدة.
(٢، ٣) سبق تخريجهما.
(٤) آية (٣) سورة المائدة.

يحتاج إليه إلا وقد جاء به، فلا يجد الذي يأتي بعده من الكمل شيئاً مما ينبغي أنه ينبه عليه إلا وقد فعل ﷺ ذلك فيتبعه هذا الكامل كما نبه عليه ويصير تابعاً، فانقطع حكم نبوّة التشريع بعده، وكان محمد ﷺ خاتم النبيين، لأنه جاء بالكمال ولم يجيء أحد بذلك، فلو أمر موسى عليه السلام بإبلاغ اللوحين المختصين به لما كان يبعث عيسى من بعده، لأن عيسى ﷺ بلغ سرّ ذينك اللوحين إلى قومه، ولهذا من أوّل قدم ظهر عيسى بالقدرة والربوبية وهو كلامه في المهد وأبرأ الأكمه والأبرص وأحيا الموتى ونسخ دين موسى لأنه أتى بما لم يأت به موسى، لكنه لما أظهر أحكام ذلك ضلّ قومه من بعده فعبدوه وقالوا: إنه ثالث ثلاثة، وهو الأب والأم والابن، وسموا ذلك بالأقانيم الثلاثة وافترق قومه على ذلك؛ فمنهم من قال إنه ابن الله وهؤلاء المسمّون بالملكانية من قومه، ومنهم من قال إنه الله نزل وأخذ ابن آدم وعاد، يعني تصور بصورة آدم ثم رجع إلى تعاليه، وهؤلاء هم المسمون باليعاقبة في قوم عيسى، ومنهم من قال إن الله في نفسه عبارة عن ثلاثة، عن أب وهو الروح القدس. وأم وهي مريم، وابن وهو عيسى عليه السلام، فضلّ قوم عيسى، لأن جميع ما اعتقدوه لم يكن مما جاء به عيسى، لأن مفهومهم لظاهر أمرهم أدّاهم إلى ما صاروا عليه، ولهذا لما سأل الله عيسى فقال له: ﴿أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين من دون الله؟ قال: سبحانك﴾[1] قدم التنزيه في هذا التشبيه ﴿ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق﴾ يعني كيف أنسب المغايرة بيني وبينك فأقول لهم اعبدوني من دون الله وأنت عين حقيقتي وذاتي وأنا عين حقيقتك وذاتك فلا مغايرة بيني وبينك، فنزّه عيسى نفسه عما اعتقده قومه، لأنهم اعتقدوا مطلق التشبيه فقط بغير التنزيه وليس هذا بحق الله، ثم قال: ﴿إن كنت قلته﴾ يعني من نسبة الحقيقة العيسوية أنها الله ﴿فقد علمته﴾ يعني أني لم أقله إلا على الجمع بين التنزيه والتشبيه وظهور الواحد في الكثرة، لكنهم ضلوا بمفهومهم ولم يكن مفهومهم مرادي ﴿تعلم ما في نفسي﴾ يعني هل كان ما اعتقدوه مرادي فيما بلغت إليه من ظهور الحقيقة الإلهية أم كان مرادي بخلاف ذلك ﴿ولا أعلم ما في نفسك﴾ يعني بلغت ذلك إليهم، ولا أعلم ما في نفسك من أن تضلهم عن الهدى، فلو كنت أعلم ذلك لما بلغت إليهم شيئاً مما يضلهم ﴿إنك أنت علام الغيوب﴾ وأنا لا أعلم الغيوب

(١) آية (١١٦) سورة المائدة.

فاعذرني ﴿ما قلت لهم إلا ما أمرتني به﴾(١) مما وجدتك في نفسي فبلغت الأمر ونصحتهم ليجدوا إليك في أنفسهم سبيلاً، فأظهرت لهم الحقيقة الإلٰهية في ذلك ليظهر ما في أنفسهم، وما كان قولي لهم إلا ﴿أن اعبدوا الله ربي وربكم﴾ ولم أخصص نفسي بالحقيقة الإلٰهية، بل أطلقت ذلك في جميعهم فأعلمتهم بأنه كما أنك ربي بمعنى الحقيقة، أنت ربي بمعنى حقيقتهم. وكان العلم الذي جاء به عيسى زيادة على ما في التوراة هو سرّ الربوبية والقدرة فأظهره ولهذا كفر قومه، لأن إفشاء سرّ الربوبية كفر، فلو ستر عيسى هذا العلم وبلغه إلى قومه في قشور وعبارات وسطور إشارات ما فعله نبينا لكان قومه لم يضلوا من بعده، ولما كان يحتاج في كمال الدين من بعد ذلك إن علم الألوهية والذات اللذين جاء بهما النبيّ ﷺ في الفرقان والقرآن، وقد سبق الحديث عليهما من حيث الذات والصفات، وقد جمع الله له ذلك في آية واحدة وهي: ﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾(٢) فليس كمثله شيء مما يتعلق بالذات، وهو السميع البصير مما يتعلق بالصفات، ولو بلغ موسى ما بلغه عيسى إلى قومه لكان قومه يتهمونه في قتل فرعون، فإنه قال: ﴿أنا ربكم الأعلى﴾(٣) وما يعطي إفشاء سرّ الربوبية إلا ما ادعاه فرعون، لكنه لما يكن ذلك لفرعون بطريق التحقيق قاتله موسى وانتصر عليه، فلو أظهر موسى شيئاً من علم الربوبية في التوراة لكفر به قومه واتهموه في مقاتلة فرعون، فأمره الله بكتم ذلك كما أمر نبينا محمداً ﷺ بكتم أشياء مما لا يسعه غيره للحديث المروي عنه ﷺ أنه قال: «أوتيت ليلة أسري بي ثلاثة علوم، فعلم أخذ علي في كتمه، وعلم خيرت في تبليعه، وعلم أمرت بتبليغه». فالعلم الذي أمر بتبليغه هو علم الشرائع، والعلم الذي خير في تبليغه هو علم الحقائق، والعلم الذي أخذ عليه في كتمه هو الأسرار الإلٰهية. ولقد أودع الله جميع ذلك في القرآن، فالذي أمر بتبليغه ظاهر، والذي خير في تبليغه باطن لقوله: ﴿سنريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق﴾(٤) وقوله: ﴿وما خلقنا السمٰوات والأرض وما بينهما إلا بالحق﴾ وقوله: ﴿وسخر لكم ما في السمٰوات وما في الأرض جميعاً منه﴾(٥) وقوله: ﴿ونفخت فيه من روحي﴾(٦) فإن جميع ذلك له وجه يدلّ على الحقائق، ووجه يتعلق بالشرائع،

---

(١) آية (١١٧) سورة المائدة.
(٢) آية (٢٤) سورة النازعات.
(٣) آية (١٣) سورة الجاثية.
(٤) آية (١١) سورة الشورى.
(٥) آية (٥٣) سورة فصلت.
(٦) آية (٢٩) سورة الحجر.

فهو كالتحيز، فمن كان فهمه إلٰهياً فقد بلغ ذلك، ومن لم يكن فهمه ذلك الفهم وكان مما لو فوجىء بالحقائق أنكرها فإنه ما بلغ إليه ذلك لئلا يؤدي ذلك إلى ضلالته وشقاوته، والعلم الذي أخذ عليه في كتمه فإنه مودع في القرآن بطريق التأويل لغموض الكتم، فلا يعلم ذلك إلا من أشرف على نفس العلم أولاً، وبطريق الكشف الإلٰهي، ثم سمع القرآن بعد ذلك، فإنه يعلم المحلّ الذي أودع الله فيه شيئاً من العلم المأخوذ على النبيّ ﷺ في كتمه وإليه الإشارة بقوله تعالى: ﴿وما يعلم تأويله إلا الله﴾[1] على قراءة من وقف هنا، فالذي يطلع على تأويله في نفسه هو المسمى بالله فافهم. جال بنا جواد البيان في مضمار التبيان إلى أن أبدى ما لم يخطر إظهاره أبداً، فلترجع إلى ما كنا بسبيله من الحديث على التوراة.

اعلم أن التوراة عبارة عن تجليات الأسماء الصفاتية، وذلك ظهور الحق سبحانه وتعالى في المظاهر الحقية: فإن الحق تعالى نصب الأسماء أدلة على صفاته، وجعل الصفات دليلاً على ذاته في مظاهره وظهوره في خلقه بواسطة الأسماء والصفات، ولا سبيل إلى غير ذلك لأن الخلق فطروا على السذاجة، فهو خال عن جميع المعاني الإلٰهية، لكنه كالثوب الأبيض ينتقش فيه ما يقابله به، فتسمى الحق بهذه الأسماء لتكون أدلة للخلق على صفاته، فعرفت الخلق بها صفات الحق، ثم اهتدى إليه أهل الحق فكانوا لتلك الأسماء كالمرآة، فظهرت الأسماء فيهم والصفات فشاهدوا أنفسهم بما انتقش فيهم من الأسماء الذاتية والصفات الإلٰهية، فإذا ذكروا الله تعالى كانوا هم المذكورين بهذا الاسم، فهذا المعنى توراة. والتورية في اللغة: حمل المعنى على أبعد المفهومين، فتصريح الحق عند العامة الخيال الاعتقادي وليس لهم غير ذلك، والحق عند العارفين حقيقة ذواتهم، فهم المراد به، هذا اللسان هو لسان الإشارة في التوراة.

أما ما تضمنه السبعة ألواح التي أنزلت على موسى:

فأما اللوح الأول: فلوح النور، اعلم أنه يشترط أن لا يكون في اللوح من العلوم إلا ذلك النوع الذي يسمى اللوح به، بل يكون فيه وغيره مما في باقي الألواح، لكن لما غلب حكم علم على لوح سمي ذلك اللوح به، كما أن سور القرآن كذلك كلما غلب عليها أمر كانت السورة مسماة بذلك الأمر وهي تتضمن

(١) آية (٧) سورة آل عمران.